

زرد آبل

سُـمـسـیـر ا غـزـل صـدـیـقـی

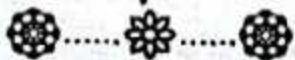
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میں ریزہ ریزہ تو ہوتا ہوں پر شکست کے بعد
مگر نڈھال بہت دیر تک نہیں رہتا
جواب مل ہی تو جاتا ہے ایک چپ ہی نہ ہو
کوئی سوال بہت دیر تک نہیں رہتا

”بڑی بات بیٹا! وہ تمہاری بڑی ہیں، کتنی بار سمجھایا ہے اے ابی فضول گوئی مت کیا کرو۔“ امی نے کچن کی کھڑکی سے باہر جھانکا تھا وہ ایسی ہی تھیں سادہ لوح، ہر ایک کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار۔

”اُمی! آپ بھی کتنی بھولی ہیں، تائی اماں الگ رہتی ہیں پھر بھی ہر وقت خدمت کے لیے آپ کو آوازیں دیتی رہتی ہیں جب آپ بیمار ہوتی ہیں تبھی نیچے جھانک کے دیکھا انہوں نے۔“ وہ وہی کہہ رہی تھی جو بچپن سے دیکھتی آئی تھی وہ اپنی اماں سے بے پناہ محبت کرتی تھی۔

”وہ بڑی ہیں آئندہ ایسا مت بولنا۔“ نجمہ نے پراٹھے اور چائے کی کیتلی بڑی سی ٹرے میں رکھ کے اس کے ہاتھ میں تھمائی اور وہ ماں کو گھورتی ہوئی بجھے دل کے ساتھ اوپر آگئی اس کا دل اب ناشتا کرنے کو بھی نہیں چاہ رہا تھا۔ دادی اماں نے بھی کچھ بولنا مناسب نہ سمجھا وہ جانتی تھیں، نجمہ ایسی ہی ہے۔



موسم گرما کی حدت اب قدرے کم ہو چکی تھی فضا میں ہلکی سی خنکی دہرائی تھی وہ آج صبح سے ہی صحن میں لگی کیاریوں کی صفائی ستھرائی میں مصروف تھی۔ دادی اماں وہیں تخت پر بیٹھی سبج کے دانے گرا رہی تھیں اور اس کی اماں کچن میں پراٹھے بنانے میں مصروف تھیں۔ پراٹھوں کی اشتہا انگیز خوش بو سے اس کا دل بھی اب لپچانے لگا تھا وہ کام ختم کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اوپری منزل سے آئی تائی اماں کی آواز نے اسے شدید کوفت میں مبتلا کر ڈالا تھا۔

”کرن بیٹا! میری طبیعت ٹھیک نہیں، اپنی امی سے کہو چار پراٹھے بنا کر اوپر بیچ دیں لائبریری کو کالج اور اسد کو اسکول بھی جانا ہے۔“ وہ جانتی تھی کہ ایسا ہی کوئی حکم صادر ہوگا۔

”لوجی میری پیاری اماں! ہو گئے تائی اماں کے ڈرامے شروع، آپ کو کس نے کہا ہے کہ اتنا اچھا کھانا پکا کر لیں۔“ اس کی آواز قدرے تیز تھی، دادی اماں بھی کھانے کے مسکرائی تھیں۔

مصروف تھی کبھی الماریاں صاف کرتی تو کبھی گھر کے جالے۔ دادی خوب جانتی تھیں کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے جب ہی تو چائے کے ساتھ سمو سے لے کر اس کے پاس چلی آئی تھیں۔

”میں جانتی ہوں بیٹا! تم اپنی ماں سے خفا ہو تمہاری ماں بہت ہی سیدھی سادی ہے اور تمہاری تائی اماں شروع سے ایسی ہیں۔ جب ہی تو میں نے اوپر والا پورشن خوا کے اسے الگ کر دیا تھا مگر بھلا ہو تمہاری ماں کا جنہوں نے تمہاری تائی کو بڑا سمجھتے ہوئے ان کی خوب خدمت کی۔ تمہیں بھی پرانے گھر جانا ہے اس لیے سمجھا رہی ہوں کہ بیٹا کسی کا کوئی کام کر دینے سے نہ ہم چھوٹے ہو جاتے ہیں نہ ہی ہمارے ہاتھ گھس جاتے ہیں۔ عورت کی زندگی ہی گھر کا کام کرنا ہے اور سسرال میں اصل عزت ہی اسی سے ہے۔ آج دیکھ لو پورے خاندان بھر میں تمہاری ماں کی سلیقہ مندی کی اس کے اچھے ہونے کی کیسی عزت ہے۔ اب تم بھی یہ کھاؤ اور اپنا موڈ ٹھیک کرو ایک نہ ایک دن تمہاری تائی اماں کو اپنی دیورانی کا خیال ضرور آئے گا۔“ دادی اماں نے بات کچھ اس طرح سمجھائی کہ کرن کی سمجھ میں آ گئی اب وہ مسکراتے ہوئے چائے اور سموں سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔

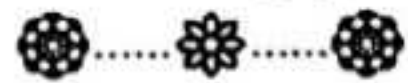
دادی اماں (نسرین شاہ) اور خالد شاہ کے دو ہی سپوت تھے احمد شاہ اور زاہد شاہ۔ خالد شاہ مشینوں کا کام کرتے، تھے یوں زندگی کا گزر بسر اچھے سے ہو جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو گریجویشن تک پڑھایا پھر اس کے بعد دونوں نجی فرم میں ملازمت کرنے لگے۔ ان دنوں خالد شاہ کی طبیعت زیادہ خراب رہنے لگی تھی وہ پھیپھڑوں کے مرض میں مبتلا تھے ایسے میں نسرین کو احمد کی شادی کا خیال آیا تھا۔ نسرین نے اپنی بھانجی کی بیٹی سفینہ سے احمد کا نکاح کر دیا یوں ایک مہینے میں ہی وہ اس گھر کی بہو بن گئی۔ نسرین کا خیال تھا کہ بہو گھر سنبھالے گی اور وہ اپنے بوڑھے شریک

”احمد صاحب میں نے کہہ دیا ہے اس بار ہم قربانی ضرور کریں گے وہ بھی الگ یہ نہ ہو کہ ہر دفعہ کی طرح اپنی اماں کے ہاتھ میں جا کے پیسے تمہاریں کہ لو اماں! تم قربانی کر لو ایک ہی گھر ہے ہمارا۔“ سفینہ تائی احمد صاحب کے مسلسل کان کھا رہی تھیں۔ عید قربان میں ایک ماہ رہ گیا تھا سو وہ اب کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھیں ہر سال اپنے میکے میں ہونے والی قربانی کی شاندار دعوت وہ کبھی نہ بھولتی تھیں پورا خاندان اکٹھا ہوتا تھا سو اس بار انہوں نے پکا تہیہ کر رکھا تھا کہ وہ بھی قربانی کر کے اپنے میکے والوں کی ویسی ہی شاندار دعوت کریں گے۔

”قربانی ہوتی تو ہے گھر میں تم کرو یا اماں بات تو ایک ہی ہے نہ سفینہ! تم سمجھتی کیوں نہیں۔“ احمد اپنی بیوی کی ہٹ دھرمی سے کافی پریشان تھے۔

”مجھے اس بارے میں کچھ نہیں سننا احمد صاحب! ہوش کے ناخن لیں، بچی جوان ہو گئی ہے کل کلاں کو اس کی شادی بھی کرنی ہے۔ میں نے کہہ دیا ہے بس اس بار ہم قربانی ضرور کریں گے اور میں اپنے سارے خاندان کو بلاؤں گی دعوت میں۔ بھئی وہ جب ہمارے گھر آئیں گے مل کے بیٹھیں گے لائبریری کو صبح سے پرکھیں گے تب ہی تو بات بنے گی نا۔“ انہوں نے بھی تاک کے نشانہ لگایا تھا۔ وہ جانتی تھیں لائبریری کی شادی والی دھمکی ضرور کارآمد ثابت ہوگی اور یہی ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی بھلا تم سے کوئی جیت سکتا ہے۔“ ہار مانتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ یہ دیکھے بنا کہ ان کی شریک حیات کی آنکھوں میں کیسی چمک اتر آئی تھی دکھاوے اور نمود و نمائش کی۔



پورا دن کرن کا موڈ شدید آف رہا تھا احتجاجاً اس نے اماں سے بات تک نہیں کی تھی نہ دوپہر کا کھانا کھایا نہ شام کا ناشتا سب کے ساتھ کیا تھا۔ خود کو مصروف ظاہر کرنے کی کوشش میں صبح سے گھر کی صفائی ستھرائی میں

والا معاملہ اس گھر میں نہیں ہوگا۔ عید ہمیشہ ہم سب ساتھ مناتے ہیں اس بار بھی ساتھ منائیں گے۔“ دادی اماں کا فیصلہ اٹل تھا احمد گھبرا گئے۔ بیوی کو منع بھی نہیں کر سکتے تھے۔

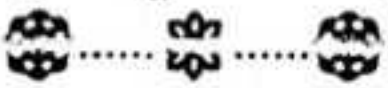
”اماں پلیز“ بات سمجھیں سفینہ اس عید پر اپنے سارے خاندان بھر کو بلانا چاہتی ہے اس کا کہنا ہے کہ لائبراب بڑی ہوگئی ہے لوگ آئیں گے جائیں گے تو اس کی کہیں بات بنے گی۔“ احمد نے جھجکتے ہوئے ساری بات کہہ دی تھی اماں پل میں سفینہ کی چالاکی کا معاملہ سمجھ گئی تھیں۔

”بہانے نہ بناؤ.....“ اس سے پہلے کہ اماں بات مکمل کرتیں زاہد اٹھ کر آگئے تھے۔

”رہنے دیں اماں! اگر بھائی قربانی کرنا چاہتے ہیں تو کرنے دیں کسی کو قربانی کے لیے منع نہیں کرنا چاہیے۔ بھائی قربانی کریں یا ہم ایک ہی بات ہے گھر تو ایک ہی ہے نا۔ قربانی تو ایک ہی ہوگی نا۔“ زاہد کی بات اماں کی سمجھ میں آگئی تھی۔

”ٹھیک ہے کر لو اپنا شوق پورا۔“ انہوں نے اجازت دے دی تھی احمد صاحب خوشی خوشی اٹھ کے چلے گئے۔

”بیٹا! تم چھوٹے ہو وہ بڑا لیکن اس نے کبھی بڑا پن نہیں دکھایا۔“ اماں افسردہ سی ہوگئی تھیں۔ زاہد نے اماں کو گلے لگا لیا ان کا موڈ فوراً ٹھیک ہو گیا تھا۔



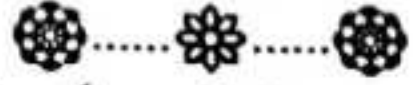
عید قربان میں اب صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا احمد صاحب پچیس ہزار لے کے منڈی پہنچ گئے تھے۔ ہر سال وہ اماں کو قربانی کے لیے پچیس ہزار ہی دیتے تھے اور پچیس ہزار زاہد دیتا تھا دونوں کے پیسے ملا کے اچھا جانور آجاتا تھا لیکن اس بار سفینہ کی ضد اور کم عقلی کے باعث آج وہ اکیلے کھڑے تھے۔ مہنگائی کے اس طوفان میں پچیس ہزار کوئی اہمیت نہ رکھتے تھے۔ وہ دو دن تک مختلف منڈیوں میں خوار ہوئے تب کہیں جا کے

حیات کی اچھے سے خدمت کر پائیں گی مگر ایسا نہ ہوا شادی کے ایک ہفتے بعد ہی خالد شاہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے دونوں بیٹے اپنے باپ کی موت کے بعد ڈھے سے گئے ایسے میں نسرین نے اپنے آنسو چھپا کے اپنے بیٹوں کو سنبھالا اور خود کو سخت کر لیا۔

آہستہ آہستہ سب اپنی روٹین پر آنے لگا نسرین نے گھر پر دھیان دینا شروع کر دیا تھا جب ہی ان پر سفینہ کے پھو ہڑپن اور زبان درازی کا ادراک ہوا تھا انہوں نے اسے اپنا سمجھ کے بڑی بہو بنایا مگر وہ تو کھوٹا سکہ نکلی تھی۔ نسرین نے سفینہ کو ہر چیز سمجھانا اور اسے ٹوکننا شروع کر دیا نتیجتاً ان کے گھر میں بھی وہی ساس بہو کا روایتی رشتہ قائم ہو گیا۔ دو سال تک انہوں نے جیسے تیسے گزارا کیا پھر بڑی سی کمیٹی ڈال کے گھر بنوایا۔

زاہد کی شادی اپنی دور پرے کی رشتہ دار کی بیٹی نجمہ سے کی ابھی نئی نئی شادی تھی سو انہوں نے سفینہ کو الگ نہیں کیا تھا مگر جلد ہی اس کی نوبت بھی آگئی تھی۔

ایک طرف سفینہ کا پھو ہڑپن تھا تو دوسری طرف نجمہ کی سلیقہ مندی سفینہ نجمہ سے نہ صرف جلنے لگی تھی بلکہ ہر وقت اس پر طنزیہ جملے بھی کہنے لگی تھی۔ نجمہ سیدھی سادی تھی کبھی پلٹ کے جواب نہ دیتی نسرین کو نجمہ کی بڑی فکر تھی اس لیے جب سفینہ نے لائبراب کو جنم دیا اس کے کچھ عرصے بعد ہی نسرین نے سفینہ کو اوپر شفٹ کر دیا۔ جھگڑے تو اب ختم ہو گئے تھے مگر نجمہ کی خدمتیں ساری زندگی چانا تھیں ہیں پائے ان کے لیے پریشان کن تھی۔



اگلے روز احمد نے آ کے ماں کو اپنی الگ قربانی کرنے کا فیصلہ سنا دیا تھا گھر کے سب ہی افراد حیران تھے۔

”پکلا تو نہیں گئے ہو احمد! تمہاری بیوی کی حرکتوں کی وجہ سے میں نے اس گھر میں دو چولہے جلانے کی اجازت دی مگر کان کھول کے سن لو یہ الگ الگ قربانی

اسے گندگی برداشت نہ تھی سو اس کا اوپر دل ہی نہ لگتا ورنہ لائے سے اسے کوئی خاص بیر نہ تھا۔ کرن ماں کا پر تو تھی سبقت مندی کا منہ بولتا ثبوت سودادی کو بھی اس کی فکر نہ تھی۔ فکر تھی تو لائے کی آخر کو ان کا خون تھی نام تو ان کا ہی تیرا ہونا تھا بیاہ کر جاتی تو یہ کہا جاتا کہ ”ماں نہ سکھا پائی تو کم از کم دادی ہی سکھا دیتیں“ مگر وہ دادی کے پاس بیٹھتی کب تھی ان کی سنتی کب تھی جب سے گائے آئی تھی بے چارہ اسد ہی فارغ اوقات میں نیچے آ جاتا تھا۔

گائے کے ساتھ کھیلتا رہتا کرن سے اس کی بنتی بھی بہت تھی۔ عید میں تین دن رہ گئے تھے سفینہ لائے کے ہمراہ نیچے آئی تو کرن نے پہلو بدلاتھا جانتی تھی تانی اماں بنا مطلب کے کبھی نیچے نہیں آتیں۔

”نجمہ! فارغ ہو تو ذرا یہاں آؤ۔“ دادی سے دعا سلام کے بعد انہوں نے کچن میں چائے بناتی نجمہ کو آواز دی تھی۔

”جی آئی بھابی!“ جھٹ چائے کی ٹرے کہاں کے ہمراہ لے آئی۔

”بھئی وہ تم نے پچھلی عید پر بریانی اور پائے اتنے زبردست پکائے تھے نہ میری تو زبان سے ابھی تک اس کا ذائقہ نہیں گیا۔ کیا کروں تمہارے ہاتھ کا کھانا تمہارے جیٹھ جی کو بھی بڑا پسند ہے وہ تو بس یہی کہتے ہیں بھئی کھانا پکاؤ تو نجمہ کی طرح سو میں سوچ رہی ہوں کہ عید کے دوسرے دن کھانا تم پکاؤ اوپر میرے بھی سب گھر والے آئیں گے بھئی مجھ سے یہ سب اکیلے نہیں ہوگا۔ میں مدد کروں گی تمہاری پھر یہ لائے اور کرن بھی تو ہیں ویسے بھی تو عید تو ہم سب مل کے ہی مناتے ہیں نا۔“ وہ فطرتی مطلبی تھیں دل میں دیورانی کے خلاف بغض پالنے اپنا کام نکلوانے کے لیے وہ اوپری دل سے اس کی تعریف میں رطب اللسان تھیں دادی اماں نے اشارے سے نجمہ کو منع کرنا چاہا تھا۔

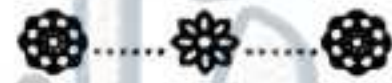
”بھئی جب قربانی الگ کر رہی ہو دعوت تم کر رہی

ایک چھوٹا سا پھڑا ان کے ہاتھ آیا۔ گھر لائے تو ماسوائے سفینہ کے کسی نے نقص نہ نکالے سب ہی نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

”اسے نیچے ہی باندھ دیں احمد! نجمہ کو تو صبح سے دیکھ بھال کرنی آتی ہے جانوروں کی ہر سال وہی تو یہ کام کرتی ہے۔“ انداز طنزیہ تھا دادی اماں نے انہیں گھورا۔

”ہاں ہاں بھابی! کیوں نہیں قربانی کے جانوروں کی تو خوب خدمت کرنی چاہیے جب ہی تو قربانی کا حق ادا ہوتا ہے۔“ سادہ سی نجمہ اس بار بھی خدمت کے لیے خود آگے بڑھی تھی۔ دادی اماں سمیت کرن کو بھی غصا آتا تھا وہ اپنی اماں کی اکلوتی اولاد جو بھی مگر یہاں پروا کس کو تھی۔ احمد گائے باندھ کے چلے گئے پیچھے نجمہ اس کے دھیان کو رہ گئی جس سفینہ کو قربانی کا شوق تھا وہ ایک بار بھی نیچے جھانکنے نہ آئی تھی۔

”کیا ایسی ہوتی ہے قربانی۔“ کرن سوچ کے رہ گئی۔

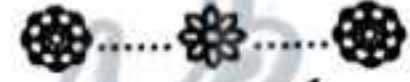


اپنے سارے خاندان کو وہ عید کے دوسرے دن کا دعوت نامہ بذریعہ ٹیلی فون پہنچا چکی تھی بس اب نجمہ سے بات کرنا باقی تھی۔ آج کل ان کے پارلر کے چکر لگ رہے تھے اور اس کام میں انہوں نے بے چاری لائے کو بھی گھسیٹ لیا تھا، فیشنل کراؤ آئی برو بنا لو ہیر کٹنگ کراؤ اچھی طرح تیار ہوا کرو یہ سب وہ اپنی بیٹی کو سکھا رہی تھیں۔ نہیں سکھایا تھا تو یہ کہ بیٹا کچن صاف رکھا کرو پرتن اکٹھے نہ کیا کرو ہاتھ کے ہاتھ دھو دیا کرو۔ جھاڑو صبح لگایا کرو کونے کھدروں میں کچرا جمع رہ جاتا ہے۔ روٹی گول بنایا کرو سالن کا مصالحہ ٹھیک بھونا کرو۔ وہ جیسی خود تھیں ویسی ہی ان کی بیٹی تھی سارا دن اسد گھر میں کچرا پھیلانے رکھتا۔ وہ بھی صاف نہ کرتیں بس صبح جو ایک بار صفائی ہو جاتی تو دوبارہ نہ ہوتی۔ دادی اماں تو اوپر آئی نہ تھیں بے چاری کرن کے ہی چکر لگتے تھے

ہو تو نجمہ کیوں کام کرے؟“ اس سے پہلے کہ نجمہ ہاں کرتی دادی فوراً بول پڑی تھیں۔ سفینہ نے دل ہی دل میں اپنی ساس کو کو سا تھا۔

”ارے نہیں امی! آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں بھابی صحیح تو کہہ رہی ہیں اتنا سب وہ اکیلے کیسے کریں گی۔ میں آ جاؤں گی بھابی آپ فکر نہ کریں۔“ نجمہ نے فوراً ساس کی بات کی نفی کی، کرن کو بھی بہت غصہ آیا تھا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کون سا نجمہ کے میکے والوں کو بلایا تھا سفینہ نے مگر وہ نجمہ تھی ہر کام میں آگے۔

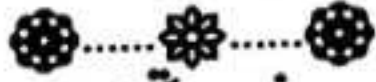
”شکر یہ نجمہ!“ سفینہ نے چائے پیتے ہوئے کہا پھر کام کا بہانہ کر کے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ لائبریری کے پیچھے ہوئی جو کام کرنے آئے تھے وہ تو ہو ہی گیا تھا جاتے جاتے انہوں نے اپنی قربانی کی گائے تک کو دیکھنا گوارا نہ کیا تھا بلکہ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے منہ پر کپڑا رکھ لیا تھا تاکہ بدبو نہ محسوس ہو۔



عید قربان کا دن بھی آن پہنچا تھا احمد اور زاہد نے مل کے گائے ذبح کی تھی اب باقی کی ذمہ داری خواتین کی تھی احمد نے سارا گوشت سفینہ کے آگے لاکے رکھ دیا تھا۔

”ارے بھئی یہ کیا کر رہے ہیں آپ بھلا میں کب سے گوشت وغیرہ بنانے لگی۔ آپ نجمہ کو دیں یہ سب مجھے تو متلی شروع ہو جاتی ہے ابھی تو اتنا کام ہے کل کا۔“ سفینہ نے ہاتھ جھاڑے تھے۔ جبکہ نجمہ چپکے چپکے رو رہی تھی ایک ہفتہ میں اسے اس پیارے سی گائے سے اتنی محبت ہو گئی تھی۔ اپنے ہاتھ سے کھلاتی تھی، نہلاتی تھی صفائی کرتی تھی اور اصل قربانی بھی تو یہی ہے اپنی پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا۔ سفینہ کو کب قربانی کے اصل مفہوم سے آگہی تھی اس کے لیے تو دکھاوا ضروری تھا دعوت ضروری تھی۔ نجمہ نے سارا گوشت صاف کر کے غریبوں کا حصہ لگ کیا۔ سفینہ چیخی تھیں مگر

READING
Section



کسی نے ان کی نہ سنی پھر سفینہ کی ہدایت کے مطابق رشتہ داروں کے حصے بنا دیئے۔ گوشت پکایا مگر نجمہ سے کھایا نہیں گیا اس کا دل ادا اس تھا۔

آج صبح سے ہی نجمہ اوپر تھی اپنی بھابی کے ہدایت ناموں پر کسی مشین کی طرح عمل کر رہی تھی۔ لائبریری کا کام کراتی اسے تو فیشن پرستیوں سے فرصت نہ تھی۔ کرن کا دل جل رہا تھا، ماں صبح سے کام میں لگی تھی مجبوراً کرن نے ہی ان کی مدد کی۔ دادی اماں اوپر آئی نہیں تھیں، شام کو سب مہمان آنا شروع ہو گئے تھے کرن بھی نیچے آگئی تھی سلیقے سے تیار ہوئی وہ کہیں سے بھی اور نہیں لگ رہی تھی جبکہ لائبریری نے بے تحاشا میک اپ تھوپ رکھا تھا جو بھی مہمان آیا وہ نیچے ہی آیا تھا۔ صاف ستھرا گھرا اپنی سلیقہ مندی کا ثبوت دے رہا تھا جو آ یا سراہ کے گیا۔

نجمہ نے تمام مہمانوں کو پہلے کولڈریک اور گھر میں بنے سموسے سرو کیے پھر سب مل کے اوپر چلے گئے۔ کرن نے جان بوجھ کے اوپر کی صفائی ستھرائی پر توجہ نہیں دی تھی اس کا ماننا تھا کہ اس کی تائی اماں کے گھر والوں کو بھی تو پتا چلے کہ وہ کتنی سلیقہ مند ہیں نجمہ تو خود بے چاری کچن میں مصروف تھی صبح سے۔ اس نے سوچا تھا کہ کم از کم صفائی وغیرہ تو بھابی خود ہی صحیح سے کر لیں گی مگر دیواروں پر لٹکے جالوں اور جگہ جگہ کارپٹ پر مٹی دیکھ کے وہ بھی شرمندہ ہو گئی تھیں۔

سفینہ کی بھابی آسیہ نے ہر چیز نوٹ کی تھی یہ وہی بھابی تھیں جن کے بیٹے سے سفینہ لائبریری کا رشتہ کرنا چاہتی تھیں ان کا بھتیجا انجینئر تھا خوب صورت تھا اور کیا چاہیے تھا۔

”بھئی کھانا تو بہت زبردست پکا ہے۔“ پائے شامی کہا، بریانی، بہاری بوٹی اور بیٹھے میں کھیر اور کشرڈ جیسے کئی لوازمات تھے سب ہی نے کھانے کو سراہا تھا۔

آنچل * نومبر * ۲۰۱۵ء * 253

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسجے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو ایبل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

”برامت ماننا سفینہ مگر میرا ایک ہی بیٹا ہے میں نہیں چاہتی کہ وہ مجھ سے الگ رہے جس طرح تم اپنی ساس سے نہ نبھا کر پائیں، ہو سکتا ہے کہ تمہاری بیٹی بھی نہ نباہ کر پائے اور تمہاری اور لائبرے کی سلیقہ مندی تو مجھے پتا ہی ہے۔ میں جانتی ہوں تم نے یہ دعوت بھی اسی لیے رکھی، الگ قربانی کی مگر سفینہ تم مجھے عزیز ہو اسی لیے سمجھا رہی ہوں کہ قربانی کسی دکھاوے کا نام نہیں ہے۔ قربانی تو وہ ہے کہ ہم اپنے جانور کو عزیز رکھیں، خدمت کریں، گھن نہ کریں پھر اپنی پیاری چیز اللہ کی راہ میں قربان کر کے غریبوں کی مدد کریں۔ ہم تمہاری دعوت اس لیے کرتے ہیں کہ تم اس گھر کی بیٹی ہو لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم اسے دکھاوا سمجھو اور دکھاوے کے لیے تم بھی دعوتیں کرتی پھرو۔ عید قربان کا مطلب یہ ہرگز نہیں۔ اسد نے مجھے بتایا کہ ماما ہم تو الگ گائے لائے لیکن نیچے قربانی کی، چچی نے سب کام کیا ہے۔ وہ بچہ ہے سچ بولتا ہے لیکن تم بڑی ہو بڑا پن دکھاؤ۔ میں تمہاری ساس سے بات کر کے آتی ہوں۔“ جنہیں آج تک کوئی آئینہ نہیں دکھا پایا تھا، انہیں آئیہ ایک لمحہ میں آئینہ دکھا گئی تھیں۔ انہوں نے قربانی کی دکھاوا کیا اور ہار بیٹھیں لیکن یہ ہار ضروری تھی انہیں احساس دلانے کے لیے اپنا کل سنوارنے کے لیے۔ وہ روئی نہیں تھیں کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ وہ غلط ہیں، ابھی انہیں بہت کچھ کرنا تھا سب سے پہلے اللہ سے معافی مانگی تھی اس کے بعد نحمدہ۔

آج سے انہیں اپنی گریہ سستی سلیقہ سے سنبھالنی تھی تاکہ کوئی بیٹی اپنی ماں کی وجہ سے بن بیا ہی نہ رہ جائے۔ اس عید پر قدرت نے ان کے زرد آنچل میں آگہی کے ستارے بھر دیئے تھے، اب ہر صبح روشن ہوتی تھی۔

For More Visit
Paksociety.com

”ہماری چچی کھانا پکاتی ہی ایسا ہیں کہ اگلیاں چاٹتے رہ جاؤ۔“ اس سے پہلے کہ سفینہ سارا کریڈٹ اپنے سر لیتیں چودہ سالہ میٹرک کے اسٹوڈنٹ اسد نے سچ بتاتے ہوئے اپنی ماں کے ارمانوں پر پانی پھیر دیا تھا۔

”وہی تو بھئی ایک دو بار میں نے سفینہ کے ہاتھ کا کھانا کھایا ہے جب ہی تو میں سوچ رہی تھی کہ یہ سفینہ کے ہاتھ کا نہیں۔ بھئی واہ نجمہ! تمہارے ہاتھ میں تو بڑا ہی ذائقہ ہے یقیناً تمہاری بیٹی بھی اچھا پکاتی ہوگی۔“ آئیہ نے پہلے نجمہ کو پھر کرن کو ستائشی نظروں سے دیکھا تھا سفینہ بل کھا کے رہ گئی تھیں۔

”جی شکریہ!“ نجمہ مسکرائی، کھانے کے بعد چائے کا دور چلا تھا جو کرن نے بنائی تھی۔ لائبرے کو کہاں فرصت تھی کچن میں جانے کی، آئیہ سفینہ کو اک سائیڈ پر لے گئی تھیں۔

”تمہاری بیٹی کرن کی کہیں بات وغیرہ تو طے نہیں ہوئی۔“ سوال ایسا تھا سفینہ ٹپٹائی تھیں۔

”کیوں بھابی..... خیریت؟“ وہ یہی بول پائی تھیں۔

”تمہیں پتا تو ہے میں اپنے بیٹے نائل کے لیے رشتہ ڈھونڈ رہی ہوں تم کچھلی بار آتی تھیں تو تمہیں بتایا تھا نہ میں نے۔ بھئی میں تو بیٹی کی ماں کو دیکھ کر لڑکی پر کھتی ہوں، جیسی ماں ہوتی ہے ویسی بیٹی۔ تمہاری دیورانی ساس کے ساتھ ابھی تک نباہ رہی ہے، تمہارا بھی اتنا کام کرتی ہے اتنی سلیقہ مند ہے بھئی اس کی بیٹی بھی اس کے جیسی لگتی ہے، میں تو اسی سے نائل کا رشتہ کروں گی۔ تم بتاؤ اس کا رشتہ ہوا کے نہیں پھر میں تمہاری ساس سے بات کر لوں گی۔“ وہ سفینہ کے دھواں ہوتے چہرے کو نظر انداز کیے بنا اپنی بات کہنے میں مصروف تھیں۔

”مگر بھابی! لائبرے بھی تو آپ کی بیٹی ہے اس کے ہوتے ہوئے آپ کرن کا رشتہ کیسے مانگ سکتی ہیں۔“ سفینہ نے دو ٹوک بات کرنے کی ٹھانی تھی۔